شعبان کا مہینہ

شعبان کا مہینہ

شعبان ایک مہینے کا نام ہے اسے شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں عرب پانی تلاش کرنے نکلتے تھے ، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ جنگوں میں نکلتے تھے ، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مہینہ کو رجب اور رمضان کے مابین ہونے کی وجہ سے شعبان کہا جاتا ہے ، اس کی جمع شعبانات اور شعابین ہے ۔

شعبان کے مہینہ میں روزے رکھنا :

عائشہ رضی اللہ تعالی بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تو ہم یہ کہتیں کہ اب وہ روزے نہیں چھوڑیں گے ، اور جب آپ روزے نہ رکھتے تو ہم یہ کہتیں کہ اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ نہیں رکھیں گے ۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں مکمل مہینہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ، اور میں نے انہیں شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھے ۔

دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1833) صحیح مسلم حدیث نمبر (1956)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں تقریبا سارا مہینہ ہی روزے رکھا کرتے تھے ۔ دیکھیں صحیح مسلم حدیث نمبر (1957) ۔

علماء کرام کے ایک گروہ جس میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں پورا مہینہ روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ اس میں وہ اکثر ایام روزہ رکھا کرتے تھے ۔

اس کی دلیل اور شاھد عائشہ رضی اللہ تعالی کی مندرجہ ذیل حدیث ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ مکمل مہینہ کے روزے رکھیں ہوں ۔ دیکھیں صحیح مسلم حدیث نمبر (1954)

اور ایک روایت میں ہے کہ :

جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت سے میں نے انہیں رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (1955) ۔

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ کسی بھی مکمل مہینہ کے روزے نہیں رکھے ۔ دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1971) صحیح مسلم حدیث نمبر (1157) ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ رمضان کے علاوہ کسی بھی مکمل مہینہ کے روزے رکھنا مکروہ سمجھتے تھے ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفلی روزے باقی سب مہینوں سے زیادہ ہوتے تھے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں اکثر ایام روزے رکھا کرتے تھے ۔

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھتا ہوں کہ آپ باقی مہینوں میں اتنے روزے نہیں رکھتے جتنے شعبان میں رکھتے ہیں ؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

یہ ایسا مہینہ ہے جس میں لوگ غفلت کا شکار رہتے ہیں ، یہ مہینہ رجب اور رمضان کے مابین ہے ، اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال اللہ رب العالمین کے ہاں اٹھائے جاتے ہیں ، اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں ۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے ، دیکھیں صحیح الترغیب والترھیب صفحہ (425) ۔

اور ابوداود کی روایت میں ہے کہ :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ شعبان میں سب سے زیادہ روزے رکھنا پسند فرماتے تھے ، اور پھر اسے رمضان کے ساتھ ملا لیتے تھے ۔

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیں صحیح سنن ابوداود (461/2) ۔

ابن رجب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

شعبان کے روزے اشھر الحرم کے روزوں سے افضل ہیں ، سب سے افضل وہ نفلی عبادت ہے جو رمضان سے قبل اور بعد میں رمضان سے ملحق ہو ، ان روزوں کا درجہ فرائض کے ساتھ سنن مؤکدہ جیسا ہے جو فرائض سے قبل اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں ، جو کہ فرائض کے نقص کو پورا کریں گے ، رمضان سے قبل اور بعد میں روزے بھی اسی طرح ہیں ۔

تو جس طرح نماز میں عام نفلوں سے سنت موکدہ افضل ہیں اسی طرح رمضان سے اور اس کے بعد روزے بھی افضل ہیں ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ :

(رجب اور رمضان کے مابین شعبان وہ مہینہ ہے جس میں لوگ غفلت کا شکار رہتے ہیں)

اس میں یہ اشارہ ہے کہ جب دو عظیم مہینے یعنی رجب اور رمضان اس کے آگے پیچھے آئے تو لوگ اسے چھوڑ کر ان میں مشغول ہو گئے ، تو اس اعتبار سے اس سے غفلت برتی جانے لگی ، اور پھر بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رجب کے روزے شعبان میں روزے رکھنے سے افضل ہیں ، اس لیے کہ رجب حرمت والی مہنیہ ہے ، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ۔

بلکہ سابقہ حدیث میں تو اس بات کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات جن اوقات اور جگہوں اور اشخاص کی فضیلت مشہور ہو چکی ہوتی ہے اس کے علاوہ دوسرے اس سے بھی افضل ہوتے ہیں ۔

اوراس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ لوگوں کی غفلت والے اوقات میں اللہ تعالی کی اطاعت کرنی مستحب ہے ، جیسا کہ سلف میں سے کچھ حضرات نماز عشاء اور نماز مغرب کے مابین نماز پڑھنا مستحب سمجھتے اور کہتے تھے کہ یہ غفلت کا وقت ہے ۔

اوراسی طرح بازار میں اللہ تعالی کا ذکر کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ یہ جگہ بھی غفلت والی ہے اس لیے اہل غفلت کے اندر رہتے ہوئے اطاعت کرنا بھی ایک ذکر ہے ، غفلت کے اوقات میں اطاعت کرنے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں :

ایسا کرنا کسی بھی عمل کو پوشیدہ رکھنے کا باعث ہوتا ہے اور پھر نوافل کو پوشیدہ رکھنا اور چھپانا ہی افضل ہے ، خاص کر روزہ جو کہ بندے اور اس کے رب کے مابین ایک راز ہوتا ہے ، اسی لیے یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں کوئی ریاء نہیں ہوتی ، بعض سلف صالحین کئی کئی سال تک روزہ رکھا کرتے لیکن کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہوتا تھا کہ وہ روزے سے ہیں ۔

وہ جب گھر سے بازار نکلتے توان کے پاس دو روٹیاں ہوتیں وہ انہیں صدقہ کر دیتے جبکہ ان کے گھر والے یہی خیال کرتے کہ انہوں نے خود کھائی ہیں اور بازار والے یہ سمجھتے کہ وہ گھر سے کھا کر آئے ہیں ، سلف رحمہ اللہ یہ مستحب سمجھتے تھے کہ ایسی چیز کا اظہار کیا جائے جو روزے کی مخفی رکھے ۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ :

جب تم روزہ رکھو تو تیل لگایا کرو۔

اور قتادہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

روزے دار کے تیل لگانا مستحب ہے کہ تا کہ اس سے روزے کے آثار ختم ہو جائیں ۔

اوراسی طرح اوقات غفلت میں اعمال صالحہ کرنے میں نفوس پر زیادہ مشقت ہوتی ہے ، اوراعمال کے افضل ہونے کے اسباب میں اس کا نفس پر مشقت والا ہونا بھی ایک سبب ہے ، کیونکہ جب کسی عمل میں بہت سارے مشارکین ہوں تو وہ کام کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے ، اور جب غفلت زیادہ ہو تو پھر وہی کام کرنے والے کے لیے مشکل ہوتا ہے ۔

حدیث میں ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

فتنہ وفساد کے وقت عبادت ھجرت کی طرح ہے ۔

صحیح مسلم حدیث نمبر (2984) ۔

(یعنی فتنہ کے دور میں عبادت کرنی کیونکہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں تو دین پر عمل پیرا ہونے والا شخص مشقت والے کام سرانجام دیتا رہتا ہے) ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شعبان میں روزے کثرت سے رکھنے کے اسباب میں اہل علم کا اختلاف ہے جس میں کئی ایک اقوال بیان کیے گئے ہیں :

1 ۔ سفر یا کسی اور سبب کی وجہ سے وہ مہینے کے تین روزے نہیں رکھ سکتے تھے جو جمع ہو جاتے اور انہیں شعبان میں قضا کرتے تھے ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نفلی کام کرتے تو اس پر ثابت قدمی کرتے اور اگر رہ جاتا تو اسی قضا کرتے تھے ۔

2-ایک قول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں رہ جانے والے روزں کی قضاء شعبان میں کرتی تھیں تو اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزے رکھتے تھے، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے وارد ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشغول رہنے کی وجہ سے رمضان کے روزوں کی قضاء شعبان تک موخر کردیتی تھیں ۔

3-ایک قول یہ بھی ہے کہ : شعبان میں لوگ غفلت کا شکار رہتے ہیں، اورراجح قول بھی یہی ہے کیونکہ مندرجہ بالہ حدیث اسامہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی اسی پر دلالت کرتی ہے جس میں مذکور ہے کہ :

(رجب اوررمضان کے مابین یہ مہینہ ایسا ہے جس میں لوگ غفلت شکار رہتے ہیں) سنن نسائی دیکھیں صحیح الترغیب والترھیب صفحہ (425) ۔

جب شعبان شروع ہوتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ نفلی روزے باقی ہوتے تو آپ انہیں رمضان شروع ہونے سے قبل شعبان میں ہی مکمل کرلیتے جیسا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں یا پھر قیام اللیل رہ جاتا وہ آپ اس کی بھی قضاء دیا کرتے تھے ۔

اس لیے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اس مہینہ میں موقع پاکر اپنے رمضان کے نفلی روزے پورے کرتی تھیں کیونکہ باقی مہینوں میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشغول رہتی تھیں ۔

اس لیے متنبہ رہنا چاہیے کہ اگر کسی کے ذمہ رمضان المبارک کے روزے باقی ہوں تو اسے آنے والے رمضان سے قبل وہ روزے رکھنے چاہییں، کیونکہ بغیر کسی ضرورت کے دوسرے رمضان کے بعد تک موخر کرنا جائز نہیں (لیکن اگر کوئی ایسا عذر ہو جو دونوں رمضانوں کے مابین مستقل طور پر قائم رہے) ۔

جو رمضان المبارک سے قبل ہی پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا ادا کرنے پر قادر رہوتا ہوا روزے نہ رکھے تو اس پر قضاء اور توبہ کے ساتھ ساتھ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کا کھانا بھی بطور کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہوگا، امام شافعی، امام احمد، امام مالک رحمہم اللہ تعالی عنہم کا بھی یہی قول ہے ۔

اسی طرح شعبان میں روزے رکھنے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ رمضان کے لیے روزے رکھنے کی مشق ہوجاتی ہے، تاکہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں مشقت نہ اٹھانی پڑے، بلکہ شعبان کے مہینہ میں روزے رکھ کر اس کا عادی بن چکا ہو اور رمضان المبارک کے روزے وہ پوری قوت وطاقت اور نشاط وچستی سے رکھ سکے ۔

اور جب شعبان کا مہینہ رمضان المبارک کا مقدمے کی حیثیت رکھتا ہے تو اس لیے اس میں روزے رکھنا اور تلاوت قرآن کریم کرنا اور صدقہ وخیرات کرنا چاہیے تاکہ رمضان میں آسانی پیدا ہوسکے ۔

سلمہ بن سہیل کہتے ہیں کہ : شعبان کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ شعبان کا مہینہ قاریوں کا مہینہ ہے ۔

جب شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تو حبیب بن ابی ثابت کہتے یہ قراء کرام کا مہینہ ہے ۔

اور شعبان کے مہینہ کے شروع ہوتے ہی عمرو بن قیس الملائی اپنی دکان بند کردیتے تھے تاکہ قرآن مجید کی تلاوت کے لیے فارغ ہوسکیں ۔

شعبان کے آخر میں روزے رکھنا :

صحیحین میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا :

کیا تو نے اس مہینہ کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے ؟

اس شخص نے جواب دیا : نہیں ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب تم روزے ختم کرو تو اس کے بدلے میں دو روزے رکھو۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ :

کیا تو نے شعبان کے آخر میں روزے رکھیں ہیں ؟ دیکھیں صحیح بخاری (200/4) صحیح مسلم حدیث نمبر (1161) ۔

مندرجہ بالاحدیث میں کلمہ (سرر) کی شرح میں اختلاف ہے ، مشہور تو یہی ہے کہ مہینہ کے آخر کو سرار کہا جاتا ہے ، سرار الشھر سین پر زبر اور زیر دونوں پڑھی جاتی ہیں ، لیکن زبر پڑھنا زیادہ فصیح ہے ، مہینہ کے آخر کو سرار اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں چاند چھپا رہتا ہے ۔

اگر کوئی اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ صحیحین میں ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی تعالی سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(رمضان سے ایک یا دو روز قبل روزہ نہ رکھو ، لیکن جو شخص عادتا روزہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے) صحیح بخاری حدیث نمبر (1983) صحیح مسلم حدیث نمبر (1082) ۔

تو ہم ان دونوں حدیثوں میں جمع کس طرح کریں گے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ :

بہت سے علماء کرام اور اکثر شارحین احادیث کا کہنا ہے کہ :

جس شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا اس کی عادت کے بارہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ وہ روزے رکھتا ہے ، یا پھر اس نے نذر مان رکھی تھی جس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قضا میں روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا ۔

اس مسئلہ میں اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال پائے جاتے ہیں ، خلاصہ یہ ہے کہ شعبان کے آخر میں روزہ رکھنے کی تین حالتیں ہیں :

پہلی حالت : رمضان کی احتیاط میں رمضان کے روزے کی نیت سے روزہ رکھے ، ایسا کرنا حرام ہے ۔

دوسری حالت : نذر یا پھر رمضان کی قضاء یا کفارہ کی نیت سے روزہ رکھے ، جمہور علماء کرام اسے جائز قرار دیتے ہیں ۔

تیسری حالت : مطلقا نفلی روزے کی نیت کرتے ہوئے روزہ رکھا جائے ، جو علماء کرام شعبان اور رمضان کے مابین روزہ نہ رکھ کر ان میں فرق کرنے کا کہتے ہیں ان میں حسن رحمہ اللہ تعالی بھی شامل ہیں وہ ان نفلی روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ شعبان کے آخر میں نفلی روزے نہیں رکھنے چاہییں ، لیکن اگر وہ عادتا پہلے سے روزہ رکھ رہا ہو تو وہ ان ایام میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے ۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالی اور ان کی موافقت کرنے والوں نے شعبان کے آخر میں نفلی روزے رکھنے کی اجازت دی ہے ، لیکن امام شافعی ، امام اوزاعی ، امام احمد وغیرہ نے فرق عادت اور غیر عادت میں فرق کیا ہے ۔

مجمل طور پریہ ہے کہ مندرجہ بالا ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث پر اکثر علماء کرام کے ہاں عمل ہے ، کہ رمضان سے ایک یا دو روز قبل روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن جس تحص کی عادت ہووہ رکھ سکتا ہے ، اوراسی طرح وہ شخص جس نے شعبان میں مہینہ کے آخر تک کوئی روزہ نہیں رکھا تو آخر میں وہ بھی روزہ نہیں رکھ سکتا ۔

اگرکوئی اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ (جس کی روزہ رکھنے کی عادت نہیں اس کے لیے) رمضان سے قبل روزہ رکھنا کیوں مکروہ ہے ؟ اس کا جواب کئی ایک طرح ہے :

پہلا نقطہ :

تاکہ رمضان کے روزوں میں زیادتی نہ ہوجائے ، جس طرح عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے یہاں بھی اسی معنی میں منع کیا گیا ہے کہ جوکچھ اہل کتاب نے اپنے روزوں میں اپنی آراء اورخواہشوں سے اضافہ کیا اس سے بچنے کی تنبیہ کی گئی ہے ۔

اوراسی لیے یوم شک کا روزہ بھی رکھنا منع ہے ، حضرت عمار کہتے ہیں کہ جس نے بھی یوم شک کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ، یوم شک وہ دن ہے جس میں شک ہوکہ رمضان میں شامل ہے کہ نہیں ؟ مثلا کوئی غیر ثقہ شخص خبر دے کہ رمضان کا چاند نظر آگیا ہے تو اسے شک کا دن قرار دیا جائے گا ۔

اورابر آلود والے دن کو کچھ علماء کرام یوم شک شمار کرتے ہیں اوراس میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے ۔

دوسرا معنی :

نفلی اورفرضی روزوں میں فرق کرنا چاہیے ، کیونکہ نوافل اورفرائض میں فرق کرنا مشروع ہے ، اسی لیے عید کے دن روزہ رکھنا منع کیا گیا ہے ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بھی اس سے منع کیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس میں سلام یا کلام کے ذریعہ فرق کرنا چاہیے ، خاص کر نماز فجر کی سنتوں میں ، کیونکہ سنتوں اورفرائض کے مابین فرق کرنا مشروع ہے ، اسی بنا پر نماز گھر میں پڑھنی اور سنت فجر کے بعد لیٹنا مشروع کیا گیا ہے ۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز فجر کی اقامت ہونے کے بعد بھی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے اسے فرمایا :

کیا صبح کی نماز چار رکعات ہے ۔

دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (663) ۔

بعض جاہل قسم کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان سے قبل روزہ نہ رکھنے کا معنی ہے کہ کھانے پینے کو غنیمت سمجھا جائے تاکہ روزے رکھنے سے قبل کھانے پینے کی شھوت پوری کرلی جائے ، لیکن یہ گمان غلط ہے اورجو بھی ایسا خیال رکھنے وہ جاہل ہے ۔

واللہ تعالی اعلم ۔

مراجع : لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف : تالیف ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالی ۔

الالمام بشئی من احکام الصیام تالیف عبدالعزیز الراجحی ۔